اچھے استاد کی خصوصیات:

ڈاکٹر ایم۔ظفر کے مطابق ایک مسلمان استاد کو اپنا صحیح کردار ادا کرنے کے لیے درج ذیل خوبیوں اور خصوصیات سے مزین ہونا چاہیے:

[۱] مسلمان استاد کو شریعت کی پیروی کرنی چاہیے۔[۲] اللہ سے ڈرنا چاہیے۔[۳] ذاتی کردار اچھا ہونا چاہیے۔[۴] شخصیت اور کردار کے لحاظ سے طلبہ کے لیے ایک ماڈل ہونا چاہیے۔[۵] اچھے محرک کے ساتھ پڑھانا چاہیے۔[۶] ذہانت کے اعتبار سے قابل ہونا چاہیے۔[۷] اسلامی نقطہ نظر حاصل کرنا اور پھر منتقل کرنا چاہیے۔ [۸] طلبہ کے ساتھ ہمدرد، اچھا، رحم دل اور مبلغ ہونا چاہیے۔

مختصر یہ کہ استاد کو ایک ذمہ دار انسان ہونا چاہیے، جس میں درست قسم کا اخلاقی نقطہ نظر پایا جاتا ہو۔اس کی شخصیت بہترین ہو اور طلبہ کو متأثر کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو۔اور تعلیم کے دوران انہیں اس پر عمل کرنے کے لیے تیار کرے۔

حمد باری تعالیٰ

محمد اقبال

جاں جس میں ہے اسے رزق خدا دیتا ہے
وہ تو پتھر میں بھی کیڑے کو غذا دیتا ہے

دن کو سورج سے زمانے کو ضیا دیتا ہے
رات کو آسمان چاند تاروں سے سجا دیتا ہے

غرق کر دیتا ہے فرعون کا لشکر پل بھر میں
وہ قافلہ ِ موسیٰ کو پار لگا دیتا ہے

آگ میں ڈال دیے جاتے ہیں عاشق اس کے
اور وہ آگ کو گل وگلزار بنا دیتا ہے

وہ ازل سے ہے اور ابد تک رہے گا
اسی پر ایمان انسان کو انسان بنا دیتا ہے

انتخاب: مدثر احمد خان

محسن فارابی

ٹی وی یا ٹی بی

انتخاب واختصار: محمد خان

''پاکستان میں T.V کے اجراء کا مقصد اس مولوی کو نکال باہر کرنا ہے، جو لوگوں کے ذہنوں میں گھسا ہوا ہے۔''

یہ الفاظ ذوالفقار علی بھٹو نے 1964ء میں کہے تھے، جب پاکستان میں پہلے ٹی وی اسٹیشن لاہور کے قیام کی تیاری ہو رہی تھی۔ کراچی کے مشہور ادیب اس میٹنگ میں موجود تھے، جنہیں PTV کے پہلے ڈائریکٹر جنرل Z.A بخاری نے مشاورت کے لیے بلایا تھا۔ سلیم احمد صاحب نے یہ انکشاف بعد میں ہفت روزہ ''تکبیر'' میں کیا۔

Z.A بخاری اپنے بڑے بھائی احمد شاہ بخاری کے بعد ریڈیو پاکستان کے ڈائریکٹر جنرل رہے تھے۔ احمد شاہ بخاری علمی دنیا میں ''پطرس بخاری'' کے نام سے معروف تھے۔ آزادی سے پہلے وہ آل انڈیا ریڈیو دہلی میں اعلیٰ منصب پر فائز رہے تھے۔ آج پاکستان میں ''شوبز'' کے نام پر عریانی اور بے حیائی کا جو سیلاب امڈ آیا ہے، اس کے بہاؤ میں مسٹر Z.A بخاری کی طے کردہ پالیسی کے تحت P.T.V کا منفی کردار بنیادی اہمیت کا حامل ہے۔

آج ہمارے پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا میں عورت کو زیادہ سے زیادہ عریاں دکھانے کی دوڑ لگی ہوئی ہے۔ مغرب کی تقلید میں میڈیا بالخصوص T.V نے جائز و ناجائز اور حلال وحرام کے پیمانے بدل دیے ہیں۔ فن اور آرٹ کے نام پر نوجوان نسل کے سفلی جذبات کو ابھارنا ترقی پسندی اور روشن خیالی کی علامت سمجھا جا رہا ہے۔ P.T.V سمیت پاکستانی چینلوں پر عشق بازی، مخلوط محافل اور غیر ازدواجی تعلقات پر مبنی ڈرامے شدومد سے دکھائے جا رہے ہیں، جس پر کوئی مؤثر احتجاج بھی نہیں ہوتا۔ فرنگی تہذیب کے شاگردوں نے لوگوں کے ذہن سے ''مولوی کو باہر نکالنے'' کی جو بات کی تھی، اس نے نہ صرف **''پوپ کو اندر داخل''** کر دیا؛ بلکہ پوری نسل کو ''پاپی'' بنانے کی خطرناک کوشش کی۔ یہ دراصل ہمارے دین اور تہذیب کے خلاف اعلان جنگ تھا۔ آج بیشتر مسلمان لڑکوں اور لڑکیوں کے آئیڈیل ہالی ووڈ، بالی ووڈ اور لالی ووڈ کے اداکار ہیں، جو اپنی ''عریانی کی فروخت'' میں شرم وحیا کی تمام حدود پامال کر چکے ہیں، اور ان کے گھناؤنے کرتوتوں سے معاشرے میں رشتوں کا تقدس تک مجروح ومخدوش ہو رہا ہے۔ سیکولر طبقہ اسی بربادی کو اپنی کامیابی سمجھتا ہے۔

حال ہی میں ''عشق ممنوع'' کے نام سے ایک ترکی ڈرامہ ایک پاکستانی چینل پر دکھایا گیا، جس میں رشتوں کے تقدس کو پامال کرنے پر مبنی گھٹیا اور ایمان سوز داستان پیش کی گئی۔ حیرت ہے کہ جہاں باضمیر قلمکاروں نے اس کی مذمت کی، وہیں بعض بے ضمیر قلم فروش ایسے بھی تھے، جنہوں نے اس گھناؤنی بدکاری کی حمایت میں کالم سیاہ کیے۔